بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

REGD NO. L.5254

فون نمبر ۴۹

جلد ۴۷/۱۲ ۔ ۴ تبلیغ ۱۳۳۷ ہش ۔ ۴ فروری ۱۹۵۸ء ۔ نمبر ۳۰

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۳ فروری۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

درد نقرس کی تکلیف ہے۔

احباب حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں ؁

ربوہ ۳ فروری۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب سلمہ ربہ کی طبیعت شدید سردرد کے باعث ناساز ہے۔ احباب شفایابی کے لئے دعا فرمائیں۔

— مکرم چوہدری برکت علی خان صاحب وکیل المال تحریک جدید ربوہ چند دنوں سے بیمار ہیں۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

یمن بھی عرب یونین میں شمولیت کا خواہشمند ہے

مصر اور شام کی متحدہ عرب مملکت کے اعلان پر عرب عوام کا ردّعمل

دمشق ۳ فروری۔ شامی اخبار "الحضرہ" نے لکھا ہے کہ یمن سے اسے اس قسم کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں کہ یمن کے امام احمد نے اعلان کیا ہے کہ یمن بھی مصر اور شام کی نئی متحدہ مملکت میں شامل ہونے کا خواہشمند ہے۔ یاد رہے کہ ایک صدر۔ ایک پارلیمنٹ اور ایک حکومت کے تحت ان دونوں ملکوں کے باہمی اتحاد کا اعلان کل قاہرہ میں کیا گیا تھا۔ گزشتہ رات ہزاروں شامی باشندے خوشی کے جذبہ سے سرشار ہو کر دمشق کی شاہراہوں اور پبلک مقامات پر جمع ہوئے۔ اور اس طرح انہوں نے مصر اور شام کے اتحاد پر جشن منایا۔ اس یونین پر تبصرہ کرتے ہوئے شامی پارلیمنٹ کے سپیکر مسٹر اکرم حورانی نے کہا مجھے توقع ہے کہ دیگر عرب ممالک خصوصاً شرق اردن اور عراق بھی عرب جمہوریہ میں شامل ہو جائیں گے۔

بھارتی بجلی نہ لینے سے سالانہ ۱۸ لاکھ روپے کے زرمبادلہ کی بچت ہو گی

داؤد خیل۔ سرگودھا لائن جلد از جلد قائم کی جائیگی

پشاور ۳ فروری۔ سرکاری طور پر بتایا گیا ہے کہ جوگندر نگر کی بجلی نہ خریدنے سے پاکستان ہر سال تقریباً ۱۸ لاکھ روپے کا زرمبادلہ بچا سکے گا۔ اور بھارتی بجلی کے بغیر بھی پاکستان کی تمام ضروریات بدستور پوری ہوتی رہیں گی۔ بھارت سے بجلی کا سلسلہ بند ہوتے ہی شالامار سے ٹرانسفارمر اکھاڑ کر داؤد خیل بھیجا جا رہا ہے۔ جہاں ڈی۔ آئی۔ ڈی سی کے پاور اسٹیشن کی فالتو بجلی کو استعمال میں لائیگا دریں اثناء داؤد خیل سرگودھا لائن پوری سرعت کے ساتھ بچھائی جا رہی ہے۔

یاد رہے پاکستان نے ۳۱ جنوری کو بھارت سے جوگندر نگر کی بجلی خریدنے کا سلسلہ بند کیا تھا۔ یہ فیصلہ چند روز قبل پشاور کی ایک کانفرنس میں ہوا تھا جس میں پاکستان اور بھارت کے انجینئر شریک ہوئے تھے ؁

تعلیم الاسلام کالج کا چوتھا آل پاکستان تقریری مباحثہ

ربوہ ۳ فروری۔ تعلیم الاسلام کالج میں چوتھا آل پاکستان مباحثہ مورخہ ۹ اور ۱۰ فروری کو نہایت وسیع پیمانے منعقد ہو رہا ہے جس میں پاکستان کے متعدد کالجوں کی شمولیت متوقع ہے۔ انگریزی مباحثہ ۹ فروری کو اتوار کے روز منعقد ہو گا۔ بحث کا موضوع ہے۔

"اس ایوان کی رائے میں فرد سوسائٹی کی نسبت زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔"

اردو مباحثہ کے لئے جو ۱۰ فروری کو ہو گا حسب ذیل موضوع مقرر کیا گیا ہے۔

"اس ایوان کی رائے میں قوم کو سیاستدانوں کی ضرورت نہیں"

دونوں مباحثے چھ بجے شام منعقد ہوں گے ؁

دہلی میں تین لاکھ سکھوں کا جلوس

نئی دہلی ۳ فروری۔ مشرقی پنجاب میں گوردواروں اور دوسرے متبرک مقامات کی بے حرمتی کے خلاف احتجاج کے لئے کل دہلی میں سکھوں نے ایک خاموش مظاہرہ کیا۔ اور ماسٹر تارا سنگھ کی زیر قیادت ایک زبردست جلوس نکالا جس میں ۳ لاکھ سکھ شامل تھے۔ سردار صاحب امرتسر کے جاگرتی بھی جلوس میں شامل تھے ؁

ایس طیب حسین کا نیا عہدہ

لنڈن ۳ فروری۔ مسٹر ایس طیب حسین کو اوٹاوہ کے پاکستانی کمیشن میں قونصل مقرر کیا گیا ہے۔ مسٹر طیب حسین اگست ۱۹۵۸ء سے لنڈن کے پاکستانی ہائی کمیشن میں قونصل چلے آ رہے تھے۔ اس سے قبل وہ تہران اور قاہرہ میں سفارتی خدمات انجام دے چکے ہیں۔ وہ اپنا نیا عہدہ سنبھالنے کے لئے جمعرات کو نیویارک روانہ ہو رہے ہیں۔ جہاں سے وہ کینیڈا جائیں گے مسٹر طیب حسین کی عمر ۴۷ برس ہے اور ملکی تقسیم سے پہلے وہ فوج میں میجر تھے۔

قائمقام چیف جسٹس نے حلف اٹھا لیا

کراچی ۳ فروری۔ مسٹر جسٹس شہاب الدین نے پرسوں ایوان صدر میں پاکستان کے قائمقام چیف جسٹس کے عہدے کا حلف اٹھایا ؁

شاہ افغانستان کے اعزاز میں شاندار فضائی مظاہرہ

کراچی ۳ فروری۔ شاہ افغانستان کے اعزاز میں کل ایک عظیم الشان فضائی مظاہرہ ہوا۔ اس میں پاکستانی فضائیہ نے عالمی ریکارڈ قائم کئے۔ یہ مظاہرہ ۴½ لاکھ افراد نے دیکھا۔

تقریب رخصتانہ

مورخہ یکم فروری ۱۹۵۸ء بروز ہفتہ مبارکہ خاتون سلمہا بنت چوہدری ظہور احمد صاحب آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ان کا نکاح مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۹۵۷ء کو ڈاکٹر رشید احمد صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کے ہمراہ ۵ ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھا تھا۔ تقریب رخصتانہ میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے افراد کے علاوہ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ناظر و وکلاء حضرات افسران صیغہ جات اور کارکنان صدر انجمن احمدیہ کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ نے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے لمبی اجتماعی دعا کرائی۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ اور یہ اسی کے فضل سے مثمر ثمرات حسنہ ثابت ہو آمین۔

ایڈیٹر۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۳ فروری ۱۹۵۸ء

اسلامی تحریک

اسلام ایک روحانی تحریک ہے۔ لیکن روحانیت دنیوی زندگی سے کوئی علیحدہ چیز نہیں۔ اور جب کہا جاتا ہے کہ اسلام ایک روحانی تحریک ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ تمام انسانی زندگی کو گزارنے کا ایک ایسا طریقہ اور خاص لائحہ عطا کرتا ہے۔ جس سے انسان اپنے تمام اعمال زندگی کو صبغۃ اللہ کے رنگ میں رنگ لیتا ہے قرآن کریم کے آغاز میں ہی بتایا گیا ہے کہ

ذالک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین

یہ کتاب وہ ہے جس میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ متقی لوگوں کے لئے ہدایت ہے۔ جو لوگ متقیانہ زندگی گزارتے ہیں قرآن کریم ان کی راہنمائی کرتا ہے۔ اسلام چاہتا ہے کہ انسان خواہ معاشرہ میں کوئی حیثیت رکھتا ہو۔ خواہ وہ کوئی کام کرتا ہو۔ اس کو وہ کام تقوے کے مطابق سرانجام دینا چاہیئے۔ چنانچہ دوسری جگہ قرآن کریم فرماتا ہے۔

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم

یعنی تم میں سے وہ صاحب اکرام ہے جو تقوے میں بڑھ کر ہے۔ تقوے کوئی ایسی چیز نہیں جس کا وجود انسان کی زندگی سے علیحدہ ہو کر قائم کیا جا سکے۔ بلکہ عام زندگی کے اعمال کو ایک خاص انداز سے سرانجام دینا تقوے ہے۔ تقوے کا اظہار خلا میں نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اعمال سے ہی ہو سکتا ہے۔ ایک جوتا گانٹھنے والا بھی اپنا کام تقوے سے سرانجام دے سکتا ہے۔ اور ایک صدر مملکت بھی اپنا کام تقوے سے سرانجام دے سکتا ہے۔ کاموں کی نوعیت مختلف ہو سکتی ہے۔ اور اس رنگا رنگ زندگی میں ہر انسان دوسرے سے الگ کام اختیار کر سکتا ہے لیکن ہر انسان کو جو چیز سچا مسلمان بناتی ہے وہ یہ ہے کہ ہر ایک اپنا اپنا کام تقوے سے کرے۔

قتل کو اسلام میں سب سے بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے۔ اور قرآن کریم میں آتا ہے۔ کہ جو شخص کسی کو ناحق قتل کرتا ہے۔ وہ گویا تمام انسانیت کو ذبح کرتا ہے۔ لیکن یہی کام صدر اول میں جہاد فی سبیل اللہ کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اور ظالموں کا جو کسی طرح سے ظلم سے باز نہ آئیں۔ اور مسلمانوں پر تلوار سے حملہ آور ہوں۔ اور اسلام کو تلوار سے مٹانا چاہیں۔ ان کے خلاف تلوار اٹھانا اور انہیں میدان جنگ میں قتل کرنا بڑے ہی ثواب کا حامل ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ان اللہ یدافع عن الذین آمنوا ان اللہ لایحب کل خوان کفور۔ اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا۔ وان اللہ علی نصرھم لقدیر۔ الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع وبیع وصلوات ومساجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا ولینصرن اللہ من ینصرہ ان اللہ لقوی عزیز الذین ان مکنھم فی الارض اقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر وللہ عاقبۃ الامور

جیسا کہ ہم نے شروع میں اشارہ کیا ہے۔ تقوے کوئی ایسی چیز نہیں ہے۔ جو خلا میں قائم ہوتی ہے۔ اس لئے اسلام نے تلوار کے جہاد کے لئے اجازت ہی صرف نہیں دی۔ بلکہ اس کے لئے بعض دیگر اصول بھی بیان فرمائے ہیں۔ جن سے انسان واقعی تقوے میں راہ نمائی حاصل کر سکتا ہے۔ اور اسلام کہتا ہے صرف ان کے خلاف تلوار اٹھاؤ۔ جو تم پر تلوار سے حملہ کرتے ہیں۔ مگر تعدی نہ کرو۔ صرف اتنی ہی سختی کرو جتنی تم پر کی گئی ہے۔ اور جب دشمن تلوار کے حملہ سے باز آجائے۔ تو تم بھی فوراً باز آجاؤ۔

جو آیات ہم نے اوپر نقل کی ہیں۔ ان سے ایسا خطرناک اقدام لینے کی وجوہات بھی بتادی گئی ہیں۔ سب سے بڑی وجہ یہ بتائی گئی ہے۔ کہ اگر ظالموں کو ظلم سے اس طرح نہ روکا جاتے۔ اور اس کا دفاع نہ کیا جائے۔ تو راہب خانے اور عیسائیوں کے گرجے اور یہودیوں کے عبادت خانے اور مسجدیں منہدم ہو جائیں۔ جہاں کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے۔

ان آیات سے ثابت ہے کہ اسلام میں صرف دفاع کے لئے تلوار اٹھانے کا حکم ہے۔ اور وہ بھی ایسے حدود کے ساتھ کہ جو تقوے کے مطابق ہیں۔ اگر ذرا بھی زیادتی ہوگی تو قابل مؤاخذہ ہے اسلئے اسلام میں جہاد بالسیف وہی ہے۔ جو ان شرائط کے مطابق ہو۔ جو تقوے کے مطابق اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائی ہیں۔ الغرض قتل جیسا فعل بھی اگر تقوے کی شرائط کے مطابق کیا جائے۔ تو بجائے لعنت کے رحمت بن جاتا ہے۔

اسلام ایک روحانی تحریک ہے اس کے معنے یہی ہیں کہ ہم جو بھی عمل کریں وہ تقوے کے ان اصولوں کے مطابق کریں۔ جن کی نشاندہی اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں کر دی ہے۔ صدر اول میں چونکہ قریش اور دیگر مخالفین اسلام جن میں یہود اور نصاریٰ بھی شامل ہیں۔ اور جو بڑی بڑی سلطنتوں کے مالک تھے اسلام کو تلوار سے مٹانا چاہتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں تلوار کا مقابلہ تلوار سے کرنے کی اجازت دی۔ اور یہ اس وقت تک جاری رہا کہ مخالف طاقتیں جب تک ختم نہ ہو گئیں۔

یہ حالت خلافت راشدہ کے دور تک رہی۔ چونکہ اس دور تک مخالفین اسلام اسلام کو تلوار سے مٹانے پر آمادہ ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے خلفائے راشدین کو تلوار کے جہاد کی اجازت دیئے رکھی۔ حقیقت یہ ہے کہ خلفائے راشدین ہی تلوار کے جہاد کے شرائط اور حدود کو اچھی طرح نگاہ میں رکھ سکتے تھے۔ کیونکہ انہیں کے دور میں تلوار کے جہاد کی ضرورت بھی تھی۔

خلافت راشدہ کے بعد مسلمانوں کی بادشاہی تو تمام دنیا میں قائم ہو گئی اور اکثر بادشاہ خلیفہ ہی کہلاتے رہے۔ مگر انہیں خلفائے راشدین سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن تاریخ اسلام سے واضح ہوتا ہے۔ کہ اکثر بادشاہوں نے دنیوی جنگوں میں خلفائے راشدین کے نمونہ کی پیروی کی۔ اگرچہ مورخین سے ایک یہ غلطی ہوئی۔ کہ انہوں نے ہر ایسی جنگ کو بھی جہاد فی سبیل اللہ کا نام دے دیا۔ حالانکہ ایسی جنگیں ان شرائط پر پوری نہیں اترتی تھیں۔ جو قرآن کریم میں آیہ دفاع میں بیان فرمائی گئی ہیں۔ یہیں یہاں ان جنگوں پر تبصرہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

ہم یہاں جو کچھ کہنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ اسلامی تحریک خلافت راشدہ کے ساتھ ختم نہیں ہو گئی۔ بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق چلتی رہی۔ اور ہر صدی میں مجدد دین مبعوث ہوتے رہے۔ جنہوں نے اپنے اتباع کے ذریعہ اسلامی تحریک کو مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک پھیلایا اور ہر جگہ اسلامی معاشرہ قائم کر دیا۔ اگر انسان غور سے گزشتہ چند صدیوں کی تاریخ کا مطالعہ کرے تو اسے معلوم ہوگا۔ کہ آج اسلام کی تعلیمات کا اثر تمام دنیا پر نمایاں ہے۔ اور موجودہ تہذیب کے بہترین پہلو اسلام ہی کے مرہون منت ہیں

(باقی دیکھیں صفحہ)

ایمان باللہ کا اثر انسان کے اخلاق اور اعمال پر

جلسہ سالانہ ۱۹۵۷ء کے موقع پر محترم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی تقریر

عالمی عدالتِ انصاف کے جج محترم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے جلسہ سالانہ ۱۹۵۷ء کے موقع پر مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۵۷ء کے پہلے اجلاس میں مندرجہ عنوان پر جو تقریر فرمائی تھی وہ افادہ احباب کے لئے درج ذیل کی جاتی ہے۔

مختصر لیکن جامع تشریح

آپ نے فرمایا:۔

میرے مضمون کا عنوان "ایمان باللہ کا اثر انسان کے اخلاق اور اعمال پر" ہے۔ اس کی ایک تشریح بالکل مختصر ہے جسے میں پہلے بیان کروں گا۔ کیونکہ یہی اس کی جامع تشریح ہے باقی تفصیلات بالفاظ دیگر بعد میں کچھ بیان کروں گا۔ مختصر مگر جامع تشریح اس بات کی کہ ایمان باللہ کا انسان کے اخلاق اور اعمال پر کیا اثر ہوتا ہے یا ہو سکتا ہے یہ ہے کہ کامل ایمان اللہ تعالےٰ کی ذات پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا اور اخلاق و اعمال کا کامل نمونہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے بالفاظِ دیگر اس سوال کا جواب کہ ایمان باللہ کا کسی انسان کے اخلاق اور اعمال پر کیا اثر ہوتا ہے۔ یہ ہے کہ وہی اثر ہوتا ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و اعمال پر تھا اس لحاظ سے اگر اس مضمون کا تفصیلی مطالعہ کرنا ہو تو ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ کو دیکھنا چاہیئے کیونکہ آپ کی زندگی سے بڑھ کر اور کوئی چیز اس امر کو پوری طرح واضح نہیں کر سکتی کہ ایک انسان اللہ تعالےٰ سے تعلق قائم کر کے کیا بن سکتا ہے۔ اس کا مکمل ترین جواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے سوا اور کوئی نہیں ہے اسی لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا روئے زمین کے انسانوں کیلئے کامل نمونہ ہمارا یہ نبیؐ ہے پھر اور بھی نمونے اپنے اپنے درجہ پر تھے۔ اس ہمارے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نمونہ ہے جو اس لحاظ سے کہ اس زمانہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کیا ہوتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا عکس تھے۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاءؓ اور آپؐ کے صحابہؓ تھے۔ اور اس زمانہ میں مسیح موعود علیہ السلام کے خلفاء اور صحابہ ہیں۔

مضمون کی بعض تفصیلات

اب میں کچھ تفصیل اس مضمون کی بیان کر دیتا ہوں مضمون کا عنوان تو بالکل مختصر ہے لیکن اس میں اللہ، ایمان، انسان اخلاق اور اعمال کے الفاظ ہیں۔ جو بہت وسیع مضامین پر مشتمل ہیں ایمان باللہ کی بہت سی تعریفیں ہو سکتی ہیں احادیث میں اسلام کو بھی ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔ اسلام میں عقائد بھی شامل ہیں اور اعمال بھی یعنی ارکان اور عبادات سب اس میں شامل ہیں پھر ایک جگہ خود نماز کو بھی ایمان قرار دیا گیا ہے لیکن میں تقریر کے پہلے حصہ میں "ایمان باللہ" کو ان محدود معنوں میں ہی لوں گا یعنی اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس پر ایمان۔ اس کے بعد مزید تفصیل کے طور پر عبادات میں سے بھی کچھ بیان کرنے کی کوشش کروں گا کہ ان کا انسان کے اخلاق و اعمال پر کیا اثر پڑتا ہے۔

"ایمان باللہ" دو لفظ ہیں جن کے معنی ہیں اللہ پر ایمان۔ اب ان میں سے اللہ خدا تعالیٰ کا نام ہے۔ اس کی صفت نہیں ہے۔ باقی زبانوں میں خدا تعالیٰ کو جن ناموں سے یاد کیا جاتا ہے وہ صفاتی نام ہیں وہ خدا تعالیٰ کی ذات کو نہیں بلکہ اس کی کسی نہ کسی صفت کو ظاہر کرتے ہیں۔ مختلف ادیان اور گروہوں کا خدا کے متعلق مختلف نظریہ ہے۔ ایک حصہ تو وہ ہے۔ جو سرے سے خدا کا منکر ہے۔ ہمیں ایسے لوگوں اور ان کے نظریات پر غور کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ لوگ رُوحانیت کے نظریہ کو تسلیم نہیں کرتے۔ روحانیت اللہ اور بندوں کے درمیان تعلق، اس کے اثرات کے ظہور اور اس کی کیفیات کا نام ہے ایسے لوگوں کے اخلاق اور اعمال میں روحانیت کا کوئی حصہ نہیں ہوتا کیونکہ وہ خدا کی ہستی کو سرے سے مانتے ہی نہیں اس لئے ایمان باللہ کے اثرات کا مطالعہ کرنے کے ضمن میں ایسے لوگوں سے ہمیں کوئی سروکار نہیں۔ لیکن جو اللہ تعالیٰ کے وجود کو تسلیم کرتے ہیں اور مانتے ہیں۔ کہ ایک بالا ہستی ہے۔ جس نے اس دنیا کو بنایا ہے۔ اور جو اس کو چلانے کی ذمہ دار ہے خدا کے متعلق ان کے نظریات اس لحاظ سے ہمارے لئے قابلِ غور ہیں کہ وہ کس حد تک انسان کے اخلاق اور اعمال پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

اخلاق کی ایک جامع تعریف جس میں اعمال بھی آجاتے ہیں۔ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا ظل ہونا تمام اعلیٰ اور کامل اخلاق اللہ تعالیٰ کی صفات کا ظل ہیں۔ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تخلقوا باخلاق اللہ۔ اس سے ظاہر ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ کی صفات کے متعلق عقیدہ، نظریہ یا علم ناقص ہوگا یا جتنی جتنی اس میں کمی یا خامی ہوگی اس کا اخلاق اور اعمال پر اثر پڑے گا۔

ذاتِ باری تعالیٰ کے متعلق لوگوں کے نظریات

مثلاً بعض لوگ یہ تو کہتے ہیں کہ یہ دُنیا اللہ نے بنائی ہے لیکن ساتھ ہی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ رُوح اور مادہ پہلے سے موجود تھے۔ خدا نے اُنہیں باہم ملا دیا۔ جس سے یہ دُنیا معرضِ وجود میں آگئی۔ گویا اس کارخانہ عالم کی تخلیق میں خدا کا کام صرف اتنا ہی ہے۔ کہ اس نے دو چیزوں کو جو پہلے سے موجود چلی آرہی تھیں جوڑ کر ایک کھلونا سا بنا دیا۔ وہ خدا کے خالق ہونے کو اس سے زیادہ کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ ان لوگوں کا نظریہ یہ ہے کہ خدا نیست سے ہست نہیں لایا۔

پھر وہ لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں۔ کہ خدا نے یہ دنیا پیدا تو کی ہے اور نیست سے ہست میں لا کر ہی پیدا کی ہے۔ لیکن اس نے ایک دفعہ پیدا کر کے اس کارخانہ عالم کو چلا دیا ہے۔ اور اب وہ اس کے چلنے میں دخل نہیں دیتا اور نہ دے سکتا ہے۔ ایسے لوگ منہ سے تو نہیں کہتے لیکن مراد یہی ہے کہ خدا نے اپنا دل بہلانے کے لئے یہ دُنیا پیدا کر دی ہے اب یہ چلتی چلی جا رہی ہے۔ اور وہ کسی قسم کا دخل دیئے بغیر بیٹھا اس کا تماشہ دیکھ رہا ہے۔

پھر وہ بھی ہیں۔ جو کہتے ہیں۔ کہ خدا نے یہ دنیا پیدا کی ہے وہ کارخانہ عالم کے چلنے میں دخل بھی دے سکتا ہے لیکن دخل دیتا نہیں یہ لوگ دُعا کے منکر ہوتے ہیں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ہر چیز کا کرموں کے پھل کے طور پر نتیجہ پیدا ہوتا چلا جاتا ہے۔

پھر عیسائی گروہ ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی صفات کو بہت محدود کر دیتے ہیں علاوہ تثلیث کے عقیدے کے جو الوہیت کو مجروح کر کے رکھ دیتا ہے وہ مانتے ہیں کہ کفارہ کے بغیر خدا معاف نہیں کرتا یعنی ان کے نزدیک نیک اعمال تلافیٔ مافات کے لئے کافی نہیں ہیں۔

پھر وہ لوگ بھی ہیں اور ایسے لوگ مسلمانوں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ جو مانتے ہیں کہ اس دُنیا کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے۔ ہر چیز کا خالق خدا ہے۔ اور وہی اس کا مالک ہے۔ لیکن انسان ہر حال میں مجبور ہے۔

ابھی پچھلے دنوں جب میں کراچی میں چوہدری عبداللہ خاں صاحب کے ہاں ٹھہرا ہوا تھا۔ مجھے معلوم ہوا کہ ایک صاحب نے جبر و اختیار کے موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے اُنہوں نے درخواست کی کہ میں اس کتاب کے مسودہ کو دیکھوں جب اس سلسلہ میں میری اور ان کی بات چیت ہوئی تو انہوں نے مجھ سے کہا میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ انسان ہر بات اور ہر حالت میں مجبور ہے میں نے کہا اگر اس نظریہ کو درست تسلیم کر لیا جائے تو فیصلہ ہی ہو جاتا ہے۔ جزا سزا سے خلاصی ہوئی۔ جب انسان ہر حالت میں مجبور ہے کسی امر میں اس کا کوئی اختیار ہی نہیں تو پھر جزا سزا کا سوال ہی کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔ اس پر انہوں نے پوچھا پھر تمہارا نظریہ کیا ہے میں نے کہا میرے نزدیک تو جس حلقۂ اعمال میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو ذمہ دار قرار دیا ہے وہاں اسے اختیار دیا ہے کہ اچھی یا بُری جو راہ چاہے اختیار کرے اور جہاں اس نے مجبور رکھا ہے یعنی کوئی اختیار نہیں دیا وہاں انسان پر ذمہ داری بھی نہیں ڈالی جبر حلقۂ اعمال میں اس نے آزاد رکھا ہے اس کے بارہ میں باز پرس بھی ہوگی

اور جزا سزا بھی اور جس حلقۂ اعمال میں اس کی تقدیر چل رہی ہے وہاں جزاء سزا کا کوئی سوال نہیں وہ متعجب ہو کر کہنے لگے قرآن میں تو خدا خود کہتا ہے ولو شاء ربک لجعل الناس امۃ واحدۃ ولا یزالون مختلفین۔ یعنی اگر خدا چاہتا تو لوگ آپس میں اختلاف نہ کرتے میں نے کہا کہ یہ آیت تو انسان کے اختیار کو ظاہر کرتی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے کہا ہی یہ ہے کہ اگر ہم اپنی مشیت نافذ کرتے تو تمام لوگوں کو ایک ہی جماعت بنا دیتے۔ لیکن چونکہ ہم نے ایسا نہیں کیا۔ اور انہیں ان کی عقل پر چھوڑ دیا ہے اس لئے وہ اپنے اختیار کی وجہ سے باہم اختلاف کرتے رہیں گے۔ اس میں تو اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی چلانے کی نفی کی ہے اور بندوں کے اختیار کا ذکر کیا ہے کہ وہ جو راہ چاہیں اختیار کریں اور پھر نتیجے کے ذمہ دار ٹھہریں اس میں جبر کا کہاں ذکر ہے۔

اس پر بھی وہ کچھ متردد ہی رہے۔ اور ان کی تسلی نہ ہوئی چنانچہ میں نے ایک مثال دے کر واضح کرنا چاہا میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کی خبر دی تھی یا نہیں اور یہ وعدہ کیا تھا یا نہیں کہ ہم تمہیں مکہ میں دوبارہ واپس لائیں گے۔ کہنے لگے ہاں خبر دی تھی میں نے کہا ہر چند کہ ہجرت کے بعد مکہ واپس آنا ایک الٰہی تقدیر تھی تاہم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کا یہ مطلب نہیں لیا کہ یہ الٰہی تقدیر ہے خود بخود پوری ہو کر رہے گی۔ ہمیں جدوجہد کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ نے اس میں جس حد تک انسانی دخل اور اختیار کا تعلق تھا۔ اسی حد تک پوری سرگرمی کا اظہار کیا۔ اگر آپ بھی ہر حالت میں انسان کو مجبور سمجھتے تو ہاتھ پہ ہاتھ دھر کر بیٹھ رہتے کہ اللہ جب چاہے گا واپس لے جائیگا۔ وعدہ الٰہی کے باوجود آپ کا واپسی کے لئے تیاری اور کوشش کرنا ظاہر کرتا ہے کہ انسان ہر حالت میں مجبور نہیں ہے، بلکہ اسے بعض حلقۂ اعمال میں اختیار دیا گیا ہے کہ وہ خود اپنے لئے کوئی راہ عمل متعین کرے

سو اگر انسان کو ہر حال میں مجبور مان لیا جائے تو یہ اخلاق و اعمال کو کیسی تباہ کرنے والی چیز ہے۔ اس سے عمل اور جدوجہد کی قوت ہی ماری جاتی ہے۔

پھر وہ لوگ بھی ہیں جو سمجھتے ہیں کہ خدا نے یہ کارخانۂ عالم [illegible] ہے

اختیار اور قدرت بھی رکھتا ہے۔ دخل بھی دیتا ہے۔ لیکن سب کچھ اسی دنیا تک محدود ہے ان کے نزدیک دنیا کی تخلیق اور انسانی حیات کا اس سے بڑھ کر کوئی مقصد نہیں ہے۔ ظاہر ہے۔ یہ لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔ چنانچہ یہودیوں کا اکثر حصہ ایسا ہی ہے۔ ایک دفعہ میں نے ایک یہودی دوست سے پوچھا کیا یہ صحیح ہے کہ آپ لوگ اخروی زندگی پر ایمان نہیں رکھتے کہنے لگے ہاں یہ صحیح ہے۔ میں نے کہا آپ لوگ تو اہل کتاب ہیں خدا کو بھی مانتے ہیں۔ یہ بڑی حیرت کی بات ہے کہ آپ لوگوں کے نزدیک اخروی زندگی کا کوئی وجود نہیں۔ انہوں نے کہا دراصل مغربی ممالک کے یہودی اخروی زندگی کے منکر ہیں۔ مشرقی ممالک کے یہودی اس پر ایمان رکھتے ہیں

الغرض خدا تعالیٰ کی ہستی کے متعلق مختلف گروہ ہیں اور لوگوں کے مختلف تصورات ہیں۔ انسان کے ان تصورات اور نظریات کا اثر ہر لحظہ اس کی زندگی یعنی اخلاق اور اعمال پر پڑتا ہے۔

ایمان باللہ کا حقیقی مفہوم

اب میں یہ بتاتا ہوں کہ اسلام کی رو سے ایمان باللہ کا کیا مطلب ہے اللہ تعالیٰ پر ایمان کے یہی معنی نہیں ہیں کہ بس مان لیا کہ خدا ہے۔ ایک مسلمان جب ایمان باللہ کا ذکر کرتا ہے تو اس کی مراد یہ ہوتی ہے کہ ایسی ہستی پر ایمان جو وہ صفات رکھتی ہے جو اسلام یا قرآن نے اس کی بیان کی ہیں بالفاظ دیگر ایک مسلمان کے نزدیک کامل خدا پر کامل ایمان کا نام ایمان باللہ ہے۔ یہاں ایمان کے وہی معنی ہیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں بیان فرمائے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ جب تو عبادت کرنے کھڑا ہو تو تیری کیفیت یہ ہونی چاہیئے کہ تو خدا کو دیکھ رہا ہے اور اگر یہ نہیں تو اتنا احساس تو ضرور ہو کہ خدا تجھے دیکھ رہا ہے۔ پس ایمان باللہ سے بھی یہی مراد ہے کہ ایک کامل ہستی پر کامل ایمان ہو۔ اس کی صفات کا نقش بھی دل پر ہو۔ اور پھر یہ بھی یقین ہو کہ میں ہر لمحہ اس کی نگاہ میں ہوں۔

اسلام میں مختصر طور پر ایمان باللہ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ وہ نیست سے ہست میں لایا ہے۔ پہلے کچھ نہیں تھا اس کے باوجود اس نے پیدا کیا۔ پھر ایک بار کارخانۂ عالم کو پیدا کر کے الگ نہیں ہو گیا۔ بار بار اور متواتر پیدا کرتا ہے۔ اُس نے کارخانۂ عالم کو پیدا بھی کیا ہے، چلایا بھی ہے۔ چلاتا جاتا بھی ہے۔ پھر وہ بار بار پیدا کرتا ہے۔ کوئی صفت اس کی معطل نہیں۔ وہ دخل دے سکتا ہے اور دیتا ہے۔ نگران بھی ہے محافظ بھی ہے۔ اختیار بھی رکھتا ہے اختیار کو استعمال بھی کرتا ہے، قادر ہے، اپنی قدرت کو ظاہر کرتا ہے اور کرتا چلا جائے گا۔ دعاؤں کو سنتا ہے۔ قبول کرتا ہے۔ ہر شے کا علم رکھتا ہے اور احاطہ کئے ہوئے ہے۔ وہ گناہوں، غلطیوں اور تقصیروں کو بخشتا ہے۔ یعنی معاف کر دیتا ہے۔ ان کے اثر کو محو کر دیتا ہے۔ ناراضگی کو دور کر دیتا ہے۔ توبہ قبول کرتا ہے۔ اور اس کے نتیجے میں ایسی کیفیت بھی پیدا کر دیتا ہے کہ گویا گناہ کا ارتکاب ہی نہیں ہوا۔ جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ بدی کو بغیر کفارہ کے بخشتا اور محو کرتا ہے۔ نیکی کا کئی گنا صلہ دیتا ہے اور اپنے پاس سے اجر عظیم عطا فرماتا ہے۔ بغیر محنت کے بھی عطا کرتا ہے اور نیک عمل کا احسن اجر بھی عطا فرماتا ہے۔ نیکی کو بدی پر غالب کرتا رہتا ہے۔ نیکی ایک مثبت شے ہے اور بدی ایک منفی شے ہے مستقل وجود نیکی کا ہے۔ اس نے فرمایا ان الحسنات یذھبن السیات۔ اس کے جبری قانون بھی ہیں اور ایسے بھی جو اعمال کے مطابق نتیجہ پیدا کرتے ہیں لیکن جہاں انسان مجبور ہے۔ وہاں ذمہ داری نہیں۔ جہاں ذمہ داری ہے۔ وہاں جبر نہیں بلکہ توفیق اور اعانت بخشتا ہے۔ وراء الوریٰ بھی ہے اور قریب سے قریب بھی ہے۔ قرآن رب جلیل کا کلام ہے۔ اس کا ہر لفظ عالیشان ہے۔ ہر حرف عالیشان ہے ہر شعشہ عالی شان ہے! اس کی ایک آیت کے متعلق میرا بارہا کا تجربہ ہے کہ میں نے مغرب میں جب بھی پیش کی ہے تو لوگ اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہے۔ وہ لوگ اس آیت کو سنتے ہیں اور اس حال میں سنتے ہیں کہ گویا ان پر سناٹا چھایا ہوا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون۔ یعنی اے رسول! جب میرے بندے تجھ سے سوال کریں کہ خدا کیا ہے؟ کہاں ہے؟ کیسے ہم اسے پا سکتے ہیں؟ تو ان سے کہدو میں پاس ہی ہوں۔ بالکل پاس ثبوت یہ ہے کہ جب میرا بندہ مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی پکار کو سنتا ہوں اور جواب دیتا ہوں۔ سو انہیں چاہیئے کہ میرے حکموں کو مانیں اور مجھ پر ایمان رکھیں یعنی اس قدرتوں والے پر ایمان رکھیں جو جمیع صفات حسنہ کا مالک ہے —

یہ وہ خدا ہے جس پر اس حال میں ایمان لانا ایمان باللہ کہلاتا ہے کہ ہم ہر وقت اور ہر لحظہ اس کی نگاہ میں ہیں اور یہ کہ اس کا ظہور ہر آن ہر ہر شے سے ہو رہا ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا

آں خداوندیکہ نامش ہست بر ہر برگ ثبت
ہر کہ جوئید آں خدائے راستی نے بود

یعنی ہمارا خدا وہ خدا ہے جس کا نام ہر ہر پتہ پر لکھا ہوا ہے اور جو ایسے خدا کا متلاشی ہے۔ وہ مسلمان ہے سو یہ ایمان باللہ ہے جس کا اثر جا کر ایک سچے مسلمان کے اخلاق و اعمال پر پڑتا ہے لیکن اب مسلمانوں کی عملاً حالت یہ ہو گئی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی صفات کے متعلق سمجھتے ہیں کہ پہلے وہ ایسا کرتا تھا اب نہیں کرتا پہلے قادر تھا۔ اب نہیں ہے۔ پہلے بولتا تھا۔ اب نہیں بولتا۔ حالانکہ ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفات کے متواتر ظہور پر ایمان ہو اور یہ یقین ہو کہ خدا تعالیٰ ہر آن میرے ساتھ ساتھ چل رہا ہے یا یہ کہ میں خدا کے ساتھ ساتھ چل رہا ہوں تب جا کر ایمان باللہ کا اخلاق و اعمال پر اثر پڑتا ہے۔

ایمان باللہ کے مفہوم کی وسعت

پھر جیسا کہ میں ابتداء میں اشارہ کر چکا ہوں ایمان باللہ میں اُن باتوں پر ایمان بھی شامل ہے۔ جن پر ایمان کا اسلام نے حکم دیا ہے یعنی ملائکہ، کتب، رسل، بعث بعد الموت، قدر خیر و شر، حشر نشر وغیرہ پھر اس میں وہ عبادات اور اعمال بھی شامل ہیں جن کی بجا آوری کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے مثلاً صلوٰۃ، صوم، حج، زکوٰۃ وغیرہ نیز اس میں ان باتوں سے پرہیز اور اجتناب بھی شامل ہے جن سے بچنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اسی طرح عام زندگی میں ایمان باللہ یہ ہے کہ تقویٰ اللہ کو اپنا شعار بنایا جائے اور اعمال کی صفت کے لحاظ سے اعمالِ صالحہ انسان کا کردار بن جائیں۔ اعمال صالحہ سے صرف نیک اعمال مراد نہیں ہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ ہر کام نیک نیتی کے ساتھ مناسب حدود کے اندر مناسب وقت پر موقع اور محل کے مطابق کیا جائے مثلاً خدانخواستہ ملک [illegible] دشمن نے چڑھائی کر دی [illegible] وقت میں ایک [illegible]

کرتا ہے چونکہ نماز ایک نیک عمل ہے میں اس وقت بھی نوافل پڑھوں گا۔ چنانچہ وہ اپنے اس خیال کے ماتحت شہر کی مدافعت میں شریک نہیں ہوتا اور نوافل پڑھنے لگتا ہے ایسی صورت میں اُس کا نوافل پڑھنا عمل صالح نہیں ہے۔ کیونکہ موقعہ اور محل کی مناسبت اُس سے جس عمل کا مطالبہ کرتی ہے وہ اُس عمل کو ادا نہیں کر رہا۔ عمل صالح وہی ہے جو صحیح نیت کے ساتھ اپنے وقت پر موقعہ اور محل کے مطابق کیا جائے۔ اور ایسا عمل اسلام کی رو سے ایمان باللہ میں شامل ہے

ایمان باللہ کے نتیجے میں صادر ہونیوالے اخلاق و اعمال

اب میں بعض مثالیں دے کر واضح کرتا ہوں کہ ایمان باللہ کا انسان کے اخلاق اور اعمال پر کیسے اثر پڑتا ہے۔ لیکن یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ ہستی باری تعالےٰ کا منکر یا صفات الٰہیہ کا عملاً انکار کرنے والا بھی اپنے اخلاق کی نگہداشت کر کے ایک حد تک اخلاق میں ترقی کر سکتا ہے کیونکہ خدا کسی کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ لیکن ایسا شخص تمدنی، معاشرتی اور تمدنی اخلاق میں وہ درجہ تو حاصل کرے گا جو اس تمدن میں رائج ہے جس کا وہ ایک فرد ہے۔ لیکن اخلاقی ترقی کے اُس اَوج کمال کو جسے اللہ تعالےٰ نے "خلق عظیم" قرار دیا ہے حاصل نہیں کر سکے گا اور پھر یہی نہیں بلکہ تمدنی۔ معاشرتی اور تمدنی اخلاق میں بھی باریک اخلاق کا حصول اس کے لئے مشکل ہوگا۔ ابتلاء اور امتحان کے وقت وہ ان اخلاق پر قائم نہیں رہ سکے گا اور مختلف بہانے بنا کر اخلاق کے معیار سے گر جائیگا مثلاً اگر فقر و فاقہ یا پیسے کی تنگی درپیش ہے تو ایسا شخص اسی بات کو بہانہ بنا کر کہ بچوں کی تعلیم جاری نہیں رہ سکتی رشوت لینے کی طرف مائل ہو جائے گا اور اخلاق کے معیار پر قائم نہیں رہ سکے گا۔ برخلاف اس کے وہ شخص جسے صحیح معنوں میں ایمان باللہ حاصل ہے اس یقین پر قائم رہنے کے باعث کہ میری اولاد کی زندگی خدا نے بنائی ہے اخلاق کے معیار سے کبھی نہیں گرے گا۔ اور کوئی ابتلاء اُس کے اخلاقی معیار میں تزلزل نہ ڈال سکے گا۔ پس ایمان باللہ کے بغیر انسان استقامت کے ساتھ اعلےٰ اخلاق پر قائم نہیں رہ سکتا۔ جب تک ایمان باللہ حاصل نہیں اول تو اسے اخلاق کے اعلےٰ مدارج حاصل نہیں ہو سکتے

اور اگر معاشرتی اور تمدنی اخلاق میں اسے کوئی درجہ حاصل بھی ہو جاتا ہے تو اس میں کمی رہتی ہے اور امتحان اور آزمائش میں آکر وہ گر جاتا ہے۔ ایک عام آدمی اور کامل خدا پر کامل ایمان رکھنے والے شخص کی اخلاقی ترقی کے باہمی فرق کو واضح کرنے کے بعد میں اب اس امر کی بعض مثالیں بیان کرتا ہوں کہ ایمان باللہ کا اخلاق و اعمال پر کیسے اثر پڑتا ہے۔

مایوسی:۔ مثال کے طور پر مایوسی کو لے لیجئے یہ اخلاق و اعمال کو تباہ کرنے والی چیز ہے مایوسی کے عالم میں بعض لوگ خودکشی تک کر بیٹھتے ہیں حالانکہ یہ بہت بڑی ناشکری ہے اور گناہ عظیم کا درجہ رکھتی ہے۔ اس کے بعد انسان کے لئے توبہ کا موقعہ بھی نہیں رہتا اب جو شخص اللہ تعالےٰ کو ہر بات پر قادر سمجھتا ہے اور جانتا ہے کہ وہ گناہوں کو معاف کرتا ہے۔ سزا سے بچا لیتا ہے۔ گناہ کے اثرات کو بھی محو کر دیتا ہے۔ مایوسی اس کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتی۔ اسی لئے مومن کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء یعنی بجز خدا کے کون ہے جو لاچار کی دعا کو جب وہ پکارے قبول کرتا ہے۔ اسی طرح فرماتا ہے لا تایئسوا من روح اللہ انہ لا یایئس من روح اللہ الا القوم الکافرون یعنی اللہ کی رحمت سے ہرگز مایوس نہ ہو۔ یہ تو انکار کرنے والوں کا خاصہ ہے کہ وہ مایوس ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح فرمایا لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا۔ یعنی اللہ کی رحمت سے کسی حال میں بھی مایوس مت ہو۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ ایسا رحیم و کریم ہے کہ وہ توبہ کرنے والوں کے سب کے سب گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اب جن کو ایسے قدرتوں والے خدا پر ایمان نہیں اسے اخلاقی تکمیل کا یہ مقام حاصل نہیں ہو سکتا کہ بڑی سے بڑی مصیبت کے وقت بھی اس کے پائے استقلال میں کوئی فرق نہ آئے۔ اور وہ خفیف سے خفیف لغزش کی طرف بھی مائل نہ ہو۔ لیکن جسے ایمان باللہ حاصل ہے اس کے لئے اخلاقی معیار کا یہ بلند مقام حاصل کر لینا بالکل آسان ہے۔ وہ جانتا ہے کہ بڑی سے بڑی مصیبت میں خدا خود میری دستگیری کے لئے موجود ہے۔ اس کا وعدہ ہے کہ ضرورت پڑنے پر تم دیکھو گے کہ میں بہت ہی قریب ہوں۔ مجھے پکارو میں جواب دوں گا۔ تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔ اور تمہیں ہر مشکل اور مصیبت سے نجات دوں گا۔

ہمت، استقلال اور شجاعت:۔ پھر مایوسی کے مقابل پر ہمت، حوصلہ، صبر، استقلال، استقامت، جرأت، اور شجاعت جیسے اعلیٰ اخلاق ہیں۔ ایمان باللہ ان صفات اور اخلاق کو یہاں تک مضبوط کرتا اور بڑھاتا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ محض ایمان باللہ کے نتیجے میں انسان ان اخلاق کے اظہار میں کس اَوجِ کمال پر پہنچ سکتا ہے۔ اس کی مثالیں ہمیں انبیاء علیہم السلام اور ان کے صحابہؓ کی زندگیوں میں ملتی ہیں کہ وہ تن تنہا اور انتہائی بے سر و سامانی کی حالت میں کھڑے ہوئے اور مخالف طاقتوں کے بالمقابل کامیاب ہو گئے۔ انہوں نے اپنے عمل سے ہمت حوصلہ، صبر، استقلال اور جرأت و شجاعت کا ایسا شاندار مظاہرہ کیا کہ تاریخ جب ان کا تذکرہ کرتی ہے تو خود حیرت میں پڑے بغیر نہیں رہتی کہ ایسے بے سر و سامان لوگوں سے ان اوصاف کا ظہور کیسے عمل میں آیا۔ اس کا بجز اس کے اور کوئی جواب نہیں کہ یہ بات ان کے اندر ایمان باللہ کے نتیجہ میں پیدا ہوئی۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق خود قرآن میں آتا ہے کہ ولولا فضل اللہ علیک ورحمتہ لھمت طائفۃ منھم ان یضلوک وما یضلون الا انفسھم وما یضرونک من شیئ یعنی اے رسول! اگر ہماری رحمت اور ہمارا فضل تجھ پر نہ ہوتا تو یہ لوگ تو تجھ کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ لیکن تو تو ہماری حفاظت میں ہے یہ جو چاہے کچھ ہی کر لیں تیرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ اب دیکھو یہ خدا تعالےٰ کی قدرت کا اظہار تو ہے ہی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندہ کے ساتھ محبت کا کس قدر اظہار ہے۔ اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ہے جب اللہ تعالےٰ نے فرعون کی قوم کے پاس جا کر انہیں پیغام پہنچانے کا حکم دیا تو موسیٰ علیہ السلام نے جواب میں اس خدشہ کا اظہار کیا کہ وہ آپ کو قتل نہ کر دیں (شعراء ۱۱ تا ۱۵) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے تفسیر صغیر میں اس کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام موت سے نہیں ڈرتے تھے۔ ان کی مراد یہ تھی کہ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ وہ لوگ وہاں جاتے ہی مجھے قتل نہ کر دیں اور میں خدا کا پیغام نہ پہنچا سکوں۔ اس پر اللہ تعالےٰ نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہوگا میں تمہارے ساتھ ہوں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔

سوچیں کہ دل پر یہ حقیقت نقش ہو جائے کہ خدا میرے ساتھ ہے۔ اور وہ میری حفاظت ... جس کو

کسی بات کا ڈر نہیں ہوتا۔ وہ اکیلا ہی ساری دنیا کا مقابلہ کرنے پر کھڑا ہو جاتا ہے اللہ تعالےٰ کی معیت اور اس کی حفاظت کا ایک نہایت شاندار اظہار ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں بھی ملتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں رات کو جب میں سونے کے لئے سرہانے پر سر رکھتا ہوں تو اللہ تعالےٰ کی طرف سے بار بار یہ الہام نازل ہونا شروع ہو جاتا ہے:۔

انی مع الرسول اقوم
انی مع الرسول اقوم
انی مع الرسول اقوم

یعنی فکر کی کوئی بات نہیں۔ کیونکہ

میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں
میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں
میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں

پھر یہ ایمان باللہ اور اُس کے اثر کیف کا اظہار ہی تو تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے

نمے ترسیم از مردن چناں خوف از دل افگندیم
کہ ما مردیم اندر روز کے کز دل از نے برکندیم

یعنی ہم موت سے نہیں ڈرتے، موت کا خوف تو ہمارے دل سے پہلے ہی نکل چکا ہے۔ کیونکہ ہم تو اسی روز مر گئے تھے کہ جب ہم نے اپنے دل سے ماسوا اللہ کے غیر کی محبت کو نکال دیا تھا۔ یہ حالت جس کی مثالیں ہمیں انبیاء علیہم السلام ان کے صحابہ اور دیگر مقربان الٰہی کی زندگیوں میں بکثرت ملتی ہیں بغیر ایمان باللہ کے پیدا نہیں ہو سکتی

(بقیہ صفحہ ۶ پر)

درخواست دعا

ان ایام میں مڈل کے امتحانات شروع ہیں۔ جن میں بہت سے احمدی طلباء و طالبات بھی شریک ہیں۔ احباب ان سب کی نمایاں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں

اعلان نکاح

مؤرخہ ۲۶/۱/۵۸ بروز اتوار بعد نماز عصر مولانا قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائل پوری نے برادرم منشی محمد اسماعیل صاحب کاتب فیروز والہ ضلع گوجرانوالہ کی بیٹی عزیزہ امۃ الرشید کا نکاح عبد الغفار ابن ٹھیکیدار اللہ بخش صاحب دار النصر ربوہ کے ساتھ بعوض مبلغ پانصد روپیہ مہر پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ اس تعلق کو سلسلہ اور جانبین کے لئے مبارک فرمائے۔ آمین

(نور الدین خوشنویس کاتب الفضل ربوہ)

عفو :۔ پھر اخلاق میں سے عفو کو لے لیجئے۔ ایمان باللہ اس کو بھی جس بلندی تک لیجاتا ہے اس بلندی تک اس کے بغیر پہنچنا ممکن نہیں۔ اسلام نے اللہ کی رضا کو مقصود بنا کر اس خلق کے اعلےٰ مدارج کے حصول کو انسان کے لئے آسان کر دیا ہے۔ ایمان باللہ جس شخص کو حاصل نہ ہو وہ یہی سمجھے گا کہ عفو سے کام لے کر میں ایک اچھا انسان بن جاؤں گا۔ لیکن حیات انسانی کا یہ آخری مقصد نہیں۔ ایمان باللہ والے کا یہ مقصد ہوتا ہے کہ مجھے اللہ کی رضا حاصل ہو جائے۔ اس مقصد کے حصول کی خاطر عفو کا نمونہ جس حد تک ایمان باللہ والا شخص دکھا سکتا ہے۔ دوسرا نہیں دکھا سکتا۔

مثال کے طور پر فتح مکہ کے واقعہ پر غور کیجئے۔ جب اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فتح دی اور آپ مکہ میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے۔ تو آپ نے ان کفار مکہ کو جنہوں نے ۱۳ سال تک مسلمانوں پر انتہائی انسانیت سوز مظالم ڈھائے تھے اور ایذا رسانی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔ لاتثریب علیکم الیوم کہکر معاف فرما دیا۔ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی کہ انتہائی خطرناک دشمن پر پورا غلبہ حاصل کر لینے کے بعد تمام کی تمام قوم کو اس طرح معاف کر دیا گیا ہو۔

لاتثریب علیکم الیوم دراصل ایمان باللہ کا ایک نہایت مہتم بالشان مظاہرہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ مجھے تو اللہ تعالےٰ کی رضا درکار ہے میں ان سے انتقام لے کر کیا کروں گا۔ اسی طرح قربانی اور ایثار ہے۔ اس میں حضرت عکرمہؓ کا واقعہ بطور مثال ہے کہ جب جنگ میں آپ زخمی ہوئے اور پینے کے لئے آپ کو پانی دیا گیا۔ تو زخموں کی تکلیف اور شدت پیاس کے باوجود آپ نے پانی پینے سے انکار کر دیا اور کہا پہلے دوسرے زخمیوں کو پانی پلاؤ حتی کہ آپ اسی حال میں وفات پا گئے اور یہی مثال اسی موقعہ پر دو اور صحابہ نے قائم کی گویا ایسے اخلاق قومی اخلاق بن چکے تھے۔ یہ بات محض افراد تک محدود نہیں تھی۔ عفو و درگزر اور قربانی و ایثار کے ایسے نمونے ایمان باللہ کے بغیر ظہور میں نہیں آ سکتے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے لئے اخلاق کی اس معراج کو حاصل کرنا اسی لئے ممکن ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا تھا ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم کہ معاف کرو اور درگزر سے کام لو کیا تم نہیں چاہتے کہ خدا تمہارے قصوروں پر درگزر کرے اور تمہیں اپنے قریب کرے۔ جب عفو کا یہ تقاضہ ہو تو پھر عفو کی جس معراج کو ایمان باللہ والا پا سکتا ہے۔ دوسرے کے لئے اس تک رسائی کیسے ممکن ہو سکتی ہے۔

اسی طرح ایمان بالآخرت کا انسان کے اخلاق اور اعمال پر گہرا اثر پڑتا ہے کیونکہ اس سے اعمال میں توازن پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اس وقت اس کی تشریح کے لئے وقت میسر نہیں

عبادات :۔ عبادات میں نماز کو لے لیجئے۔ یہ خود بڑا وسیع مضمون ہے۔ فرمایا ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر کہ نماز فحشاء اور برائیوں سے روکتی ہے۔ نماز گویا اس بات کی ضمانت ہے کہ اللہ تعالےٰ تمہاری برائیوں کو دور کر دے گا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرۃ عینی فی الصلوٰۃ کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ نیز فرمایا نماز کی مثال اسی طرح ہے جیسا کہ ایک نہر بہتی ہو۔ اس کا پانی نہایت صاف و شفاف ہو۔ اگر اس نہر میں کوئی شخص دن میں پانچ مرتبہ نہائے۔ تو اس پر کوئی گندگی باقی رہ سکتی ہے؟ نماز کے علاوہ نوافل ہیں۔ اس کی یوں مثال سمجھ لو کہ پانچ مرتبہ تو اللہ تعالےٰ آواز دے کر خود بلاتا ہے کہ آؤ میں دربار میں بیٹھا ہوں۔ مجھ سے جو چاہو مانگو۔ اس کے علاوہ فرماتا ہے کہ تمہارے لئے اجازت ہے کہ جب چاہو آؤ اور میرے دربار میں حاضر ہو جاؤ تمہارے لئے کوئی روک نہیں ہے۔ الغرض جتنا جتنا انسان اس کے قرب کو تلاش کرتا ہے۔ اسی قدر وہ بھی اپنے بندے کو نوازتا چلا جاتا ہے۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مولانا روم ؒ فرماتے ہیں ؎

اے ترا با ہر کسے رازے دگر
ہر گدا را بر درت نازے دگر

یعنی تو وہ ہستی ہے کہ تیرا ہر ایک کے ساتھ الگ الگ راز ہے اور ہر فقیر کو تیرے دروازے پر الگ الگ ناز ہے۔

حج اور زکوٰۃ وغیرہ :۔ اسی طرح رمضان، حج، زکوٰۃ وغیرہ کے احکامات کا حال ہے۔ یہ ذاتی اصلاح میں بھی اور اجتماعی یعنی معاشرتی اور تمدنی اصلاح میں بھی بہت ممد ہیں۔ مختصراً تمام بین الاقوامی اجتماعات کے لئے حج ہیں اور دوسری عالمی تنظیموں مثلاً عالمی ادارہ صحت (W.H.O) عالمی ادارہ خوراک (F.A.O) اقتصادی اور سماجی تنظیم (ECOSOC) وغیرہ کے لئے زکوٰۃ میں رہنمائی اور ہدایت کا سامان موجود ہے۔ اور ان سب اجتماعات اور بین الاقوامی تنظیموں کو ان کی مدد سے ترقی دی جا سکتی ہے اور انہیں اور زیادہ مفید اور کارآمد بنایا جا سکتا ہے۔ دنیا سے ناداری، جہالت اور بیماری کو دور کرنا اور اسی طرح کے تمام دوسرے امور ایمان باللہ میں داخل ہیں۔ ناداری کے متعلق تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمایا ہے کہ یکاد الفقر ان یکون کفراً۔ یعنی ناداری کا تدارک کرو۔ کیونکہ بعض اوقات ناداری انسان کو کفر کی حد تک پہنچا دیتی ہے۔ الغرض انسان ان سب امور کو ایمان باللہ کی مدد سے باحسن وجوہ سرانجام دے سکتا ہے۔

اعلانات نکاح

(۱) میرے چھوٹے بھائی عزیزم شریف احمد راشد کا نکاح حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے ۲۹ر دسمبر کو ہمراہ بشریٰ بیگم بنت ماسٹر ملک محمد فضل الٰہی صاحب مرحوم بھیرہ مبلغ گیارہ صد حق مہر پر پڑھا۔ احباب بھی دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو بابرکت کرے۔

(میجر ڈاکٹر (ر) منیر احمد خاکد چک لالہ چھاؤنی)

(۲) بتاریخ ۱۵ ۲ ۶۵ چوہدری محمد عیسیٰ صاحب زیروی نے اپنی لڑکی امۃ الحی کا نکاح چوہدری نذیر احمد صاحب پٹواری کے ساتھ مبلغ ۵۰۰/- روپے مہر پر پڑھا۔ بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ نکاح فریقین کے لئے بابرکت کرے۔ آمین۔

(بشیر احمد۔ ایس۔ ایم۔ راجہ جنگ ضلع لاہور)

ولادت

میرے ماموں جان مکرمی مرزا سلطان احمد صاحب مجاہد کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۵ ۲ ۶۶ بروز جمعۃ المبارک بارہ سال کے بعد پہلا فرزند عطا فرمایا ہے۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو عمر دراز عطا فرمائے اور نیک و خادم دین بنائے۔

(قاضی نذیر محمود خادم حلک جھنڈ ضلع گوجرانوالہ)

جلسہ یوم المصلح الموعود

براد ران! ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کا دن سلسلہ کی تاریخ میں بہت اہمیت رکھتا ہے۔ اس دن سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے وحی پا کر واضح الفاظ میں وہ عظیم الشان پیشگوئی فرمائی تھی جو کہ پیشگوئی مصلح موعود سے تعلق رکھتی ہے۔ جس کے مصداق سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہیں۔

چونکہ ۲۰ر فروری کا دن قریب آ رہا ہے۔ جماعتوں کے امراء اور صدر صاحبان کو ابھی سے یوم المصلح الموعود منانے کی تیاری شروع کر دینی چاہیئے۔ اس دن تمام جماعتوں میں جلسے کئے جاویں اور حضرت مصلح موعود سے متعلق پیشگوئی کو بیان کیا جائے اور جن روشن دلائل اور بینات سے یہ پیشگوئی پوری ہوئی ہے لیکچروں اور تقاریر کے ذریعہ سے احباب جماعت اور دیگر احباب کو ان سے واقف و آگاہ کیا جائے۔ (ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد)

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفس کرتی ہے

سورج کے برابر حرارت پیدا کرنے والی مشین ایک سال میں تیار ہو جائے گی

زیٹا کی ایجاد کے بعد برطانوی سائنسدانوں کا نیا منصوبہ

برطانیہ نے ایٹم بم سے بھی زیادہ بے پناہ طاقت پیدا کرنے کا جو طریقہ دریافت کیا ہے۔ اس سے یہ امکان پیدا ہو گیا ہے کہ دنیا کے وہ پسماندہ علاقے جہاں کوئلہ یورینیم یا پٹرول نہیں ہوتا بہت کم عرصہ میں صنعتی ضروریات میں خود کفیل ہو جائیں گے

برطانوی سائنس دانوں نے مصنوعی سورج "زیٹا" کی ایجاد کے بعد ایک اور طاقتور مشین بنانے کا منصوبہ بنایا ہے۔ زیٹا سے پچاس لاکھ سینٹی گریڈ حرارت پیدا کی جا سکتی ہے (اس قدر حرارت کسی اور سیارہ میں نہیں ہے) لیکن مجوزہ مشین سے سورج کے برابر گرمی پیدا ہو سکے گی اور مشین کی مدد سے ایسے پاور سٹیشن بنائے جائیں گے جو سمندر کے معمولی پانی سے بے اندازہ قوت حاصل کر لیا کریں گے

سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ اس مشین کی تکمیل کے بعد دنیا کے ان پسماندہ ممالک میں جہاں کوئلہ یورنیم پٹرول یا پن بجلی نہیں ہے ایک صنعتی انقلاب رونما ہو جائے گا۔ وہ ممالک خود کفیل ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ زراعت کے طریقوں میں بھی اس کے ذریعہ انقلاب لایا جا سکتا ہے۔

برطانوی سائنسدان اس نئی مشین پر ہارویل کے دار العمل میں تجربات کر رہے ہیں۔ یہ مشین اس قدر حرارت پیدا کر دے گی جو ایک ارب سال تک کے لئے کافی ہو گی۔ لیکن فی الحال یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان نئے پاور سٹیشنوں پر کتنی لاگت آئے گی اور وہ کس قسم کے ہوں گے۔ اس لئے کہ ہارویل کی موجودہ مشین "زیٹا" بڑی دیو پیکر ہے اور صرف اس پر ہی تین لاکھ پونڈ خرچ ہو چکے ہیں۔ ہارویل کے منتظم اعلیٰ ڈاکٹر سر جان کاک کرافٹ نے بتایا کہ اس کام کو قطعی طور پر قابل عمل بنانے میں ابھی کئی برس لگیں گے۔ لیکن سورج کے برابر گرمی حاصل کرنا ایک سال کے اندر ممکن ہو جائے گا۔

بھارت کو امریکہ سے مزید بھاری مالی امداد دی جائے گی

بمبئی یکم فروری۔ بھارت میں امریکی فنی امداد و تعاون کے مشن کے انچارج اور ڈائرکٹر مسٹر ہوورڈ ہوسٹن نے بتایا ہے کہ امریکہ کی جانب سے بھارت کو مزید اقتصادی امداد مہیا کی جائے گی۔

انہوں نے یقین دلایا کہ حال ہی میں امریکہ کی جانب سے ۲۲ کروڑ پچاس لاکھ ڈالر کی جو امداد پیش کی گئی ہے۔ یہ بھارت کے ترقیاتی منصوبے کو کامیاب اور مکمل کرانے میں امریکہ کی جانب سے آخری امداد نہیں ہو گی۔ بلکہ مزید امداد ضرور دی جائے گی۔

وعدوں کو میعاد کے اندر سو فیصدی پورا کرنیوالی جماعتوں کی فہرست

(قسط نمبر ۳)

نام جماعت	وعدہ معہ وصولی	نام عہدیدار
گوٹھ قمر الدین دوم	۲۲۷/۱۲/-	چوہدری قمر الدین صاحب پریذیڈنٹ
ظفر آباد اسٹیٹ لابینی	۸۲۰/-/-	چوہدری لطیف احمد صاحب سکرٹری مال
		گوٹھ قمر الدین و ظفر آباد لابینی کے عہدیدار اپنے دل میں سلسلہ کا درد رکھتے اور سلسلہ کے کام کو اپنا ذاتی کام سمجھ کر کرتے ہیں۔ چاہیئے کہ سندھ کی دوسری زمیندار جماعتیں بھی یہی روح پیدا کریں۔
بشیر آباد اسٹیٹ	۹۸۹/-	ملک محمد موسیٰ صاحب سیکرٹری مال بشیر آباد اسٹیٹ
		اس میں بھی کچھ کمی رہی ہے۔ ملک صاحب تو معلوم ہی ہے۔ ملک صاحب کو تو ایک دھن ہے جب تک اپنا فرض ادا نہ کر لیں ان کو آرام نہیں ہوتا۔
ماہی سیال	۱۰۰/-/-	مولوی عبد القادر صاحب پریذیڈنٹ
		مولوی صاحب ۱۲ روپے اور ارسال فرما دیں
چاہ کسووالہ چیلا کرانیاں	۷۵/-/-	محمد اسماعیل سکرٹری مال
چک ۷۰ / 10-R	۳۵/۱۲/-	چوہدری عبد الغنی صاحب سیکرٹری مال
چک ۲۱۶ / E.B	۱۵/-/-	چوہدری غلام محمد صاحب سیکرٹری مال
چک نمبر ۳۰ بہاولپور	۶۳/-/-	حکیم عبد الغنی صاحب سیکرٹری مال
چک ۱۰۲ / 6-R	۱۵/-/-	چوہدری لطیف احمد صاحب سیکرٹری مال
چک ۱۶۰ / 7-R	۳۶/۹/-	” غلام قادر صاحب سیکرٹری مال
چک ۱۹۱ / 7-R	۹۳/۴/-	” محمد حیات صاحب سکرٹری مال
جماعت احمدیہ مانگا بیگ	۴۶/۱۳/-	” اللہ رکھا صاحب سکرٹری مال
” ” ہلیانی لاہور	۶۷/۴/-	مرزا منور بیگ صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ
” ” کماسکس	۸۱/-/-	سردار غلام احمد صاحب مصطفیٰ پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ
” ” کلیال شیخوپورہ	۴۲/۱۲/-	میاں تاج الدین صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ
” ” تھٹے عالی مرالی والہ		
گوجرانوالہ	۶۲/۸/-	ماسٹر اشرف علی صاحب ہیڈ ماسٹر مڈل سکول مرالی والہ
” ” کوٹ نکہ گوجرانوالہ	۱۸/۴/-	ملک فضل کریم صاحب
” ” چیانوالہ ڈسکہ	۲۲/-/-	چوہدری محمد سلطان صاحب ڈھاڈھلہ
” ” کوٹ رادھاکشن لاہور	۹۹/-/-	ملک ظہور الدین صاحب
چک نمبر ۲۳ کوردوماتہ ظفروال	۲۰۸/۱۴/-	حکیم عبد الرحمٰن شاہ صاحب سکرٹری تحریک جدید ۲۴ کوردوماتہ ضلع لائل پور
		حکیم صاحب بھی وعدہ کے ساتھ ہی ادا کرنے کے عادی ہیں لکھتے ہیں دوران سال میں آئندہ سال کا فکر رہتا ہے کہ وقت پر ادا ہو
چک نمبر ۴ گ ب لائلپور	۲۹/۱۰/-	چوہدری علی احمد صاحب پریذیڈنٹ نمبر ۴ گ ب ضلع لائلپور
” ۸ گ ب	۹۳/۱۳/-	عبد الرحمٰن صاحب قادیانی سکرٹری مال
چک ۱۱۳ گ ب	۳۲/-/-	خالد محمود صاحب بھٹی سیکرٹری تحریک جدید
” ۱۲۴ / 12.L	۱۸/۱/-	چوہدری رحمت علی صاحب سکرٹری مال
ددوھہ ضلع سرگودھا	۲۹/۴/-	حکیم سلطان احمد صاحب سکرٹری مال۔
ہجن	۴۱/-/-	میر عبد المنان صاحب پریذیڈنٹ
بہل پور ضلع گجرات	۱۴۰/-/-	چوہدری محمد افضل صاحب پریذیڈنٹ
نوولی سہل	۲۶/-/-	مرزا انور احمد صاحب پریذیڈنٹ
کرٹیانوالہ	۲۸۲/-/-	حکیم محمد اسمٰعیل صاحب پریذیڈنٹ
گھیرو ”	۹۲/۸/-	سید عبد الحکیم صاحب سکرٹری مال
مراد ہنیڈی	۱۲۵/-/-	چوہدری شاہ محمد صاحب پریذیڈنٹ و سکرٹری مال (ص)

نام جماعت	وعدہ معہ وصولی	نام عہدیدار
میانوالی شہر	۱۳۳/۸	مستری عبد الرحمٰن صاحب پریذیڈنٹ
ٹوپی سرحد	۱۹۸/۸	ملک عبد الجبار صاحب پریذیڈنٹ ۔۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے کام کرنے کا جنون بخشا ہے اور ایسے منہمک ہو کر کام میں لگتے ہیں کہ بس اس کو پورا کر کے ہی دوسری طرف توجہ ہو گی۔ اللہ تعالیٰ یہ روح تمام جماعتوں میں پیدا کر دے۔ آمین
کھاریڑہ آزاد کشمیر	۳۴/۱۵	امام الدین صاحب پریذیڈنٹ
چک نمبر ۵۰ / 12-L منٹگمری	۳۰/۹	سردار نذر حسین صاحب سیکرٹری مال
چک ۹۶ / 12-L	۲۸۷/-	ماسٹر فتح محمد صاحب ریٹائرڈ مدرس پریذیڈنٹ ۹۶ / 12-L
صدر گوگیرہ	۶۷/۸	محمد اسلم صاحب کلیم سیکرٹری مال

بالآخر عرض ہے کہ اگر کوئی نام کسی غلط فہمی سے رہ گیا ہو تو وہ فوری وکیل المال تحریک جدید کو لکھیں تا مزید پڑتال ہو۔ (وکیل المال تحریک جدید)

امریکہ اور پولینڈ کے درمیان اقتصادی بات چیت جلد مکمل ہو جائے گی

پچھلے سال پولینڈ کو امریکہ نے ساڑھے نو کروڑ کے قرضے دیئے تھے

واشنگٹن ۳ ؍ فروری۔ امریکی دفتر خارجہ نے توقع ظاہر کی ہے کہ امریکہ اور پولینڈ کے درمیان آجکل جو اقتصادی بات چیت ہو رہی ہے وہ آئندہ چند ہفتوں تک مکمل ہو جائیگی۔

دفتر خارجہ کے پریس افسر لنکن وائٹ نے نامہ نگاروں کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ یہ بات چیت فروری کے آخر سے پہلے ضرور مکمل ہو جائے گی۔ انہوں نے اس امر کا بھی اشارہ کیا کہ بات چیت حوصلہ افزا طریق پر آگے بڑھ رہی ہے۔

یہ بات چیت پولینڈ کی اس درخواست پر شروع کی گئی تھی کہ اسے نئے سال کے لئے مزید قرضے دیئے جائیں۔ پچھلے سال پولینڈ کو ساڑھے نو کروڑ ڈالر کے قرضے دیئے گئے تھے۔ اور اکثر رقمیں زرعی اجناس خریدنے کے لئے دی گئی تھیں۔

لیڈر بقیہ ص ۲

اس معنی میں بھی اسلام ایک زندہ دین ہے اور آج تمام دنیا اسلامی تعلیمات سے متاثر ہے۔ اگرچہ ان تعلیمات کی صورت مسخ کر دی گئی ہے۔

اسلئے ضرور تھا کہ اس زمانہ میں اسلامی تحریک نئے جوش و خروش کے ساتھ بطور ایک عالمگیر تحریک کے از سر نو برپا کی جاتی جماعت احمدیہ اسی کام کے لئے کھڑی کی گئی ہے اور وہ تمام دنیا میں پھیل کر اسلام کے صحیح چہرہ سے لوگوں کو روشناس کرا رہی ہے۔ اس تحریک کا مقصد یہی ہے کہ تمام دنیا میں اسلامی معاشرہ قائم کر دیا جائے یعنی تمام دنیا کے انسان اپنی زندگیوں کو اسلامی روحانی تحریک کے سانچے میں ڈھال لیں اور جو اعمال بجا لائیں وہ صبغۃ اللہ میں ڈوبے ہوئے ہوں اور اسطرح یہ روحانی تحریک تمام دنیا کو جنت کا نمونہ بنا دے۔

مصر اور شام کی یونین کے متعلق ملے جلے جذبات کا اظہار

انقرہ ۳ فروری۔ مصر اور شام کی یونین کا ردّعمل ترکی اور عرب ممالک پر بڑا متضاد ہے عام طور سے اسے معاہدہ بغداد کے خلاف ایک حربہ قرار دیا جا رہا ہے۔ لیکن ترکی کے حکام نے اس بات کا امکان ظاہر کیا ہے کہ یونین اشتراکیت کے رُخ کو مشرق وسطےٰ میں کم کر دے گی۔

ترکی کے حکام نے عام طور پر اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ یہ اتحاد مشرق وسطیٰ میں اشتراکیت کی روک تھام کے لئے شاید موثر قدم ثابت ہو۔

ان حکام نے اپنی بات کی وضاحت کے لئے توجہ دلائی کہ مصر میں کمیونسٹ پارٹی خلاف قانون ہے اور ممکن ہے کہ صدر ناصر شام کے بائیں بازو کے رہنماؤں پر بھی اس سلسلہ میں اپنا اثر ڈالیں۔ انہوں نے اندازہ لگایا کہ شاید شام میں بھی کمیونسٹ پارٹی خلاف قانون قرار دے دی جائے۔

یاد رہے کہ مصر میں کمیونسٹ پارٹی کو ممنوع قرار دے کر وہاں کے مقامی اشتراکی رہنماؤں کو گرفتار کر لیا گیا تھا۔

ترکی کے وزیر خارجہ مسٹر فطین زورلو نے کہا کہ اگر شام اور مصر کی یونین اس نوعیت کی ہوئی جو ہم کو روس کے دائرہ اثر سے باہر نکال دے۔ تو ہم اس کا خیر مقدم کریں گے۔

گذشتہ ہفتہ معاہدہ بغداد کی وزارتی کونسل کے اجلاس میں امریکی وزیر خارجہ مسٹر جان فاسٹر ڈلس اور عراقی وفد کے قائد اور عراق کے سابق وزیر اعظم مسٹر نوری السعید کے درمیان مصر اور شام یونین کے مسئلہ پر خفیہ بات چیت بھی ہوئی تھی۔

اسرائیل کے خلاف شام کی شکایت

دمشق ۳ فروری۔ شام کی وزارت خارجہ کے ذرائع سے اطلاع ملی ہے کہ شام نے اقوام متحدہ کی حفاظتی کونسل کے مستقل ارکان کی توجہ اسرائیلی فوجوں کے مبینہ حملوں کی طرف مبذول کرائی ہے۔

انہوں نے بتایا کہ شامی وفد نے اسرائیل پر الزام لگایا ہے کہ گزشتہ منگل کو اسرائیلی فوجوں نے شمالی غیر فوجی علاقے پر حملہ کیا تھا۔ انہوں نے مزید کہا کہ اسرائیلی شام کے خلاف حملے کی تیاریاں کر رہا ہے۔

منگل کی رات کو ڈین کے پاس شام اور اسرائیل کے حفاظتی دستوں کے درمیان ایک مختصر سی جھڑپ ہوئی تھی۔ جس میں دو (۴)

(۴) اسرائیلی ہلاک اور چھ زخمی ہوئے تھے۔ اس سلسلہ میں اسرائیل اور شام دونوں ممالک نے ایک دوسرے کے خلاف جارحیت کے الزام عائد کئے ہیں

دعائے نعم البدل

میرے چچا مکرم عبدالرحیم صاحب آف نوابشاہ کی اکلوتی بیٹی عزیزہ امۃ الحی مورخہ ۳۰ جنوری ۵۸ء کو نوابشاہ میں وفات پاگئی انا للہ وانا الیہ راجعون احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پسماندگان کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرمائے آمین۔
شیخ نور الحق دفتر ایم - این سنڈیکیٹ - ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴